۳۔ مذہبی ہم آہنگی

زبان اور مذہب کی رنگا رنگی بھارتی سماج کی اہم خصوصیت ہے۔ اس خصوصیت کو سامنے رکھتے ہوئے ہمارے ملک کے دستور نے مذہبی ہم آہنگی کے اُصول کو اپنایا ہے۔ عہدِ وسطیٰ کے بھارت کی سماجی زندگی میں بھی اسی اُصول کی بنیاد پر مذہبی ہم آہنگی قائم کرنے کی کوششیں کی گئی تھیں۔ ان کوششوں کے نتیجے میں بھکتی تحریک، سکھ مذہب اور صوفی فرقے کو اپنے اپنے سماجی گروہوں میں ایک اہم مقام حاصل ہے۔ بھارت کے مختلف علاقوں میں مختلف نظریات کو فروغ حاصل ہوا۔ ان نظریات کے تحت خدا کی عبادت کے ساتھ ساتھ مذہبی اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی پر زور دیا گیا۔ ہم اس سبق میں اس تعلق سے مزید معلومات حاصل کریں گے۔

بھارت میں لوگوں کی مذہبی زندگی میں کرم کانڈ (مکافاتِ عمل) اور برہم گیان (خدا کی معرفت) پر خصوصی زور دیا جاتا تھا۔ عہدِ وسطیٰ میں ان دونوں کی جگہ بھکتی (عقیدت) کو اہمیت حاصل ہوگئی۔ اس بھکتی مارگ (راہِ عقیدت) میں حقوق کے امتیاز کو غیر ضروری اہمیت حاصل نہ ہونے کی وجہ سے مذہبی ہم آہنگی کو مزید تحریک ملی۔ بھارت کے مختلف صوبوں میں مقامی حالات کے مطابق عقیدت پر مبنی مختلف فرقے نظر آتے ہیں۔ ان فرقوں نے روایتی سنسکرت کے بجائے عوامی زبان کا استعمال کیا جس کی وجہ سے ان مذہبی تحریکات نے علاقائی زبانوں کے فروغ میں معاونت کی۔

بھکتی تحریک : مانا جاتا ہے کہ بھکتی تحریک کا آغاز جنوبی بھارت سے ہوا۔ اس علاقے میں نائنار اور الوار جیسی بھکتی تحریکوں کو عروج حاصل ہوا۔ نائنار بھگوان شیو سے عقیدت رکھتے تھے جبکہ الوار بھگوان وشنو کے عقیدت مند تھے۔ یہ تسلیم کرکے کہ شیو اور وشنو دونوں ایک ہی ہیں ان میں یکسانیت بتانے کی کوشش بھی کی گئی۔ بڑی تعداد میں 'ہری ہر' کی مورتیاں بھی تیار کی گئیں جن میں آدھا جسم شیو کا اور آدھا جسم وشنو کا بتایا گیا تھا۔ ان بھکتی تحریکوں میں سماج کے ہر طبقے کے لوگ شامل تھے۔ ان تحریکوں نے خدا سے محبت، انسانیت، ترحم، مہربانی جیسی اقدار کی تعلیمات دیں۔ جنوبی بھارت میں رامانُج اور دیگر مذہبی پیشواؤں نے بھکتی تحریکوں کو مضبوطی عطا کی۔ ان کا ماننا تھا کہ خدا سب کے لیے ہے اور وہ کسی بھی طرح کا بھید بھاؤ نہیں کرتا۔ شمالی بھارت میں بھی رامانُج کی تعلیمات کا بہت اثر پڑا۔

شمالی بھارت میں سنت رامانند نے لوگوں کو بھکتی کی اہمیت بتائی۔ سنت کبیر بھکتی تحریک کے ایک نمایاں سنت تھے۔ انھوں نے زیارت گاہوں، ورت، مورتی پوجا وغیرہ جیسی رسموں کو اہمیت نہیں دی۔ انھوں نے سچائی یعنی حق کو ہی خدا مانا۔ 'سب انسان ایک ہیں' کی تعلیم دی۔ ان کے نزدیک فرقہ بندی، مذہبی تفرقہ اور ذات پات کی کوئی اہمیت نہیں تھی۔ انھیں ہندو مسلم اتحاد مطلوب تھا۔ اس لیے انھوں نے ان دونوں مذاہب کے شدت پسندوں کو سخت الفاظ میں آڑے ہاتھوں لیا۔

سنت کبیر

بنگال میں چیتنیہ مہاپربھو نے کرشن سے عقیدت (کرشن بھکتی) کی اہمیت بتائی۔ ان کی تعلیمات کی وجہ سے لوگ ذات پات اور فرقوں کی سرحد سے آگے نکل کر بھکتی تحریک میں شامل ہوئے۔ چیتنیہ مہاپربھو کے زیر اثر آسام میں شنکر دیو نے کرشن بھکتی کی تبلیغ کی۔ گجرات میں سنت نرسی مہتا مشہور وشنو سنت ہوگزرے ہیں۔ وہ کرشن کے عقیدت مند تھے۔ انھوں نے مساوات کا درس دیا۔ انھیں گجراتی زبان کا پہلا شاعر تسلیم کیا جاتا ہے۔

سنت میرابائی نے کرشن بھکتی کی عظمت بیان کی۔ ان کا تعلق میواڑ کے راج گھرانے سے تھا۔ انھوں نے عیش و آرام کو ٹھکرا کر

خود کو کرشن بھکتی میں ڈبو دیا۔ انھوں نے راجستھانی اور گجراتی زبان میں بھکتی شاعری کی۔ ان کے بھکتی گیت عقیدت، صبر و تحمل اور انسانیت کا درس دیتے ہیں۔ سنت روہیداس ایک عظیم سنت تھے۔ انھوں نے مساوات اور اِنسانیت کا پیغام دیا۔ سنت سینا بھی ایک بڑے بااثر سنت ہوگزرے ہیں۔ ہندی ادب کے عظیم شاعر سنت سورداس نے 'سور ساگر' نامی نظم لکھی۔ کرشن سے عقیدت ان کی نظم کا مرکزی موضوع ہے۔ مسلم صوفی سنت رس خان کے لکھے ہوئے کرشن بھکتی پر مبنی گیتوں میں نغمگی ملتی ہے۔ سنت تلسی داس کی لکھی ہوئی 'رام چرت مانس' میں رام بھکتی کا خوب صورت اظہار ملتا ہے۔

کرناٹک میں مہاتما بسویشور نے لنگایت نظریے کی تبلیغ کی۔ انھوں نے ذات پات کی سخت مخالفت کی اور محنت کشی کی عظمت کو اُجاگر کیا۔ 'کائے کوے کیلاس' ان کے مشہور مواعظ ہیں جس کا مفہوم 'محنت ہی عبادت ہے' ہوتا ہے۔ انھوں نے اپنی تحریک میں خواتین کو بھی شامل کیا۔ 'انو بھومنٹپ' نامی اجلاس گاہ میں ہونے والی مذہبی بحثوں میں ہر ذات کے مرد و عورت شامل ہونے لگے۔ انھوں نے عوامی زبان کنڑ میں ناصحانہ ادب کے وسیلے سے اپنی تعلیمات کو عام کیا۔ ان کے کاموں کا سماج پر بہت اچھا اثر پڑا۔ مہاتما بسویشور کے پیروکاروں نے مراٹھی زبان میں بھی کتابیں تحریر کی ہیں جن میں من متھ سوامی کی تحریر کردہ کتاب 'پرم رہسیہ' مشہور ہے۔ کرناٹک میں پمپ، پرندر داس وغیرہ عظیم سنت ہوگزرے ہیں جنھوں نے کنڑ زبان میں بھکتی پر مبنی شاعری کی۔

مہاتما بسویشور

مہانو بھاؤ فرقہ : تیرھویں صدی عیسوی میں چکردھر سوامی نے مہاراشٹر میں مہانو بھاؤ فرقے کی بنیاد ڈالی۔ یہ فرقہ کرشن بھکتی کو عام کرنے والا فرقہ ہے۔ شری گووند پربھو، چکردھر سوامی کے استاد تھے۔ چکردھر سوامی کے شاگردوں میں ہر ذات کے مرد و عورت شامل تھے۔ وہ مساوات کے حامی تھے۔ وہ پورے مہاراشٹر میں گھوم گھوم کر مراٹھی زبان میں لوگوں تک پیغام پہنچایا کرتے تھے۔ انھوں نے سنسکرت کے بجائے مراٹھی کو ترجیح دی جس کی وجہ سے مراٹھی زبان کو فروغ حاصل ہوا۔ اس زبان میں بہت سی کتابیں بھی لکھی گئیں۔ مہاراشٹر میں اس فرقے کی تبلیغ خصوصی طور پر ودربھ اور مراٹھواڑہ میں ہوئی۔ ودربھ میں رِدّھی پور اس فرقے کا مرکزی مقام تھا۔ اس کے علاوہ اس فرقے نے پنجاب اور افغانستان جیسے دور دراز علاقوں تک رسائی حاصل کر لی تھی۔

چکردھر سوامی

کیا آپ جانتے ہیں؟

مہانو بھاؤ فرقے کے پیروکاروں کی کچھ اہم تخلیقات حسب ذیل ہیں : چکردھر سوامی کے کرامات پر مبنی مہائی بھٹ کی کتاب 'لیلا چرتر'، پہلی مراٹھی شاعرہ مہدمبا کی کتاب 'دھوڑے'، کیشو باس کی لکھی ہوئی 'سوتر پاٹھ' اور 'درشٹانت پاٹھ'، دامودر پنڈت کی 'وچّھاہرن'، بھاسکر بھٹ بوریکر کی 'شیشو پال وَدھ'، نریندر کی 'رُکمنی سوئمبر'

کیا آپ جانتے ہیں؟

مہاراشٹر میں سنت ایکناتھ کا لکھا ہوا ہندو اور مسلمانوں کے مابین مکالمہ مذہبی ہم آہنگی کے نقطۂ نظر سے بہت اہم مانا جاتا ہے۔ سنت شیخ محمد کا مشہور وچن (قول) 'شیخ محمد اَوِندھ، تیاچے ہردئی گووِند' ہم آہنگی کی عمدہ مثال ہے۔

گرو نانک :

گرو نانک سکھ مذہب کے بانی اور سکھوں کے اوّلین گرو تھے۔ مذہبی ہم آہنگی کے لیے ان کی کوششیں قابلِ ذکر ہیں۔

انھوں نے ہندو اور مسلم زیارت گاہوں کے دَورے کیے۔ وہ مکّہ بھی گئے۔ یہ بات ان کے ذہن میں آئی کہ عقیدت کا جذبہ ہر جگہ یکساں ہوتا ہے۔ ان کی تعلیم تھی کہ سب لوگوں سے یکساں سلوک کرنا چاہیے۔ ہندو اور مسلم میں اتحاد قائم کرنے کے لیے انھوں نے لوگوں کو پیغام دیا۔ اچھے اخلاق و عادات پر کافی زور دیا۔ گرو نانک کی تعلیمات سے بہت سے لوگ متاثر ہوئے۔ ان کے پیروکاروں کی تعداد دن بہ دن بڑھتی گئی۔ ان کے پیروکاروں کو 'سکھ' کہا جاتا ہے۔ 'گرو گرنتھ صاحب' سکھوں کی مقدس کتاب ہے۔ اس کتاب میں خود گرو نانک، سنت نامدیو اور سنت کبیر کی تخلیقات شامل ہیں۔

گرونانک

گرو نانک کے بعد سکھوں کے مزید نو (۹) گرو ہوئے ہیں۔ گرو گووند سنگھ سکھوں کے دسویں گرو تھے۔ ان کے بعد سکھوں نے گرو گووند سنگھ کی ہدایت کے مطابق 'گرو گرنتھ صاحب' کو ہی اپنا گرو تسلیم کرنا شروع کر دیا۔

صوفی تحریک : صوفی، مسلمانوں کا ایک فرقہ ہے۔ خدا کو اپنی مخلوق سے بہت محبت ہے۔ صوفیاءِ کرام کا یہ عقیدہ تھا کہ محبت اور عقیدت کے راستے پر چل کر ہی خدا تک پہنچا جا سکتا ہے۔ مخلوقات کے ساتھ محبت سے پیش آنا، مراقبہ کرنا یعنی خدا کی ذات پر غور و فکر کرنا، سادگی سے زندگی بسر کرنا وغیرہ صوفیاءِ کرام کی تعلیمات تھیں۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ، حضرت نظام الدین اولیاؒ وغیرہ نہایت برگزیدہ صوفی ہو گزرے ہیں۔ صوفی سنتوں کی تعلیمات کی وجہ سے ہندو اور مسلمانوں میں یکجہتی پیدا ہوئی۔ بھارتی موسیقی میں صوفی موسیقی کی روایت نے بھی نہایت اہم کردار ادا کیا ہے۔

عام لوگوں کے لیے سنتوں کے بتائے ہوئے راستے (بھکتی مارگ) پر چلنا بہت آسان تھا۔ تمام مرد و عورت کو بھکتی تحریکوں میں شمولیت کی اجازت تھی۔ سنتوں نے اپنی تعلیمات عام کرنے کے لیے عوامی زبان کا استعمال کیا۔ عوامی زبان کے استعمال کی وجہ سے عام لوگوں کو اس میں اپنائیت محسوس ہوئی۔ بھارتی ثقافت کی تشکیل میں بھکتی تحریک کا بڑا حصہ ہے۔

5YS3RH

مشق

(۱) باہمی تعلق تلاش کر کے لکھیے :

۱۔ مہاتما بسویشور : کرناٹک :: سنت میرا بائی : ....

۲۔ رامانند : شمالی بھارت :: چیتنیہ مہاپربھو : ....

۳۔ چکردھر : .... :: شنکر دیو : ....

(۲) مندرجہ ذیل جدول مکمل کیجیے :

		مبلغ	کتاب
۱۔	بھکتی تحریک	....	....
۲۔	مہانوبھاو فرقہ	....	....
۳۔	سکھ مذہب	....	....

(۳) آیئے، لکھیں :

۱۔ سنت کبیر بھکتی تحریک کے ایک نمایاں سنت کے طور پر اُبھرے۔

۲۔ مہاتما بسویشور کے کارناموں کے سماج پر اثرات۔

(۴) مندرجہ ذیل چوکونوں میں سنتوں کے چھُپے ہوئے نام تلاش کیجیے :

گ	ر	و	گ	و	و	ن	د	س	ن	گھ
پ	و	ن	ہ	س	و	ر	د	ا	س	گ
چ	ع	س	ن	ت	ک	ب	ی	ر	د	ط
م	ع	ی	ن	ا	ل	د	ی	ن	ا	ق
ب	س	و	ی	ش	و	ر	ج	پ	ب	ر
ا	ص	ف	ن	ث	چ	ک	ر	دھ	ر	ا
س	ی	ش	ن	ک	ر	د	ی	و	م	ح

سرگرمی :

صوفی موسیقی کی روایت سے کوئی گیت حاصل کر کے اسے اپنے اسکول کے ثقافتی پروگرام میں پیش کیجیے۔

***